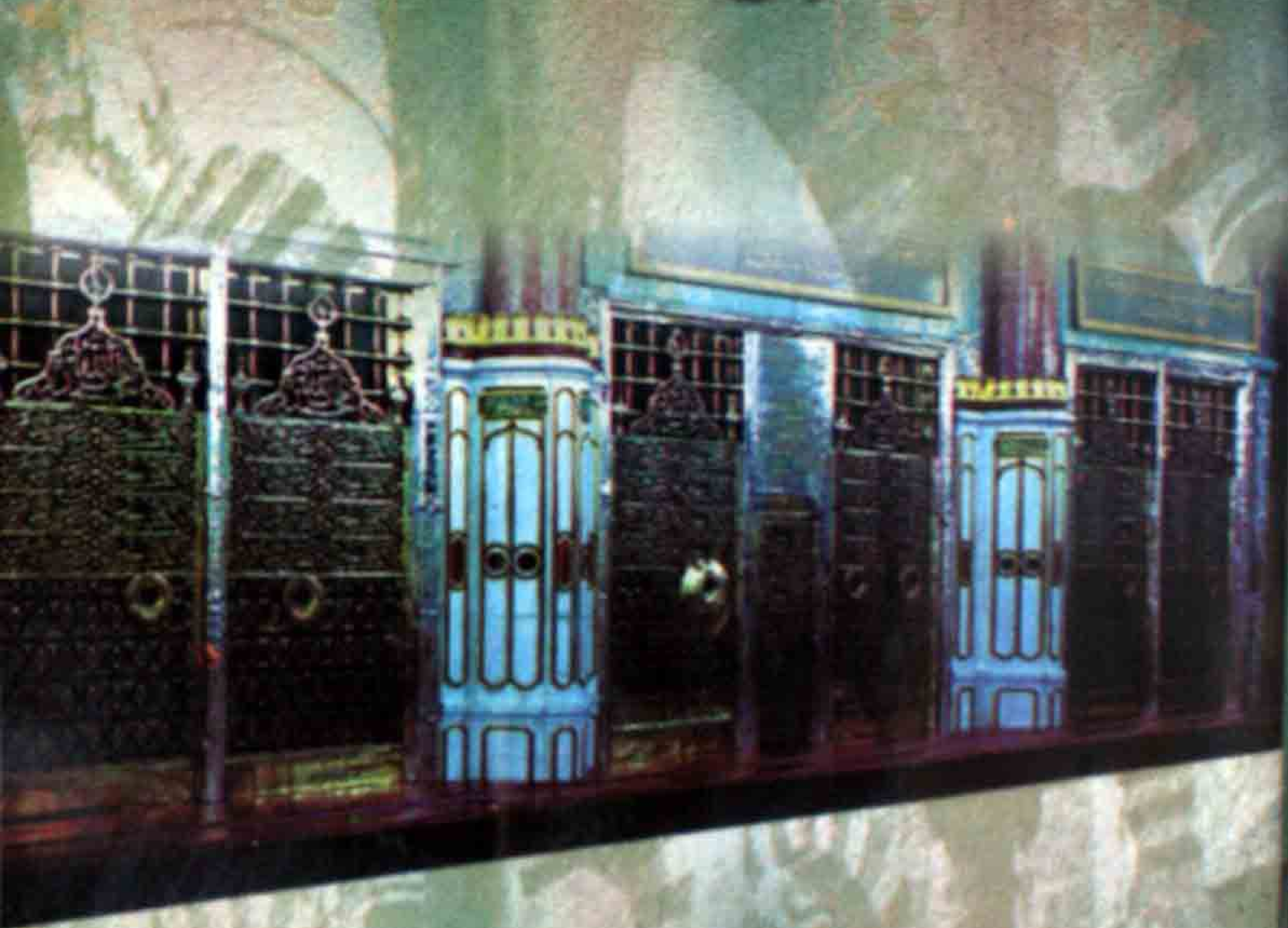
فضائلِ موئے مبارک



مولانا یٰسین اختر مصباحی (انڈیا)

حضرت سلطان باھو ٹرسٹ

فضائلِ موئے مبارک

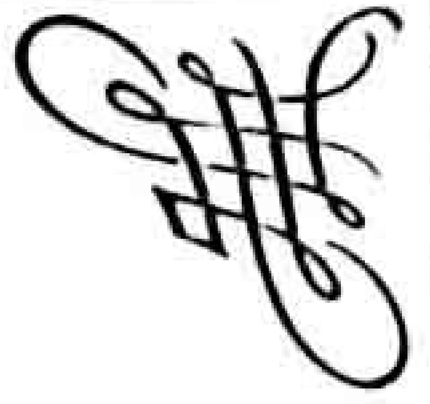
مصنف

مولانا یٰسٓ اختر مصباحی (انڈیا)

حضرت سلطان باھو ٹرسٹ



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ





نام کتاب	فضائل موئے مبارک
مصنف	مولانا یٰسں اختر مصباحی (انڈیا)
باہتمام	عمر حیات قادری
سلسلہ اشاعت	8
ناشر	حضرت سلطان باہو ٹرسٹ
تعداد	1100
قیمت	20 روپے

ملنے کے پتے

• حضرت سلطان باہو ٹرسٹ بی۔ بلاک لالہ زار فیز II ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

• جامعۃ الحراء دربار حضرت سلطان باہو جھنگ

• مکتبہ رضویہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

U.K. 17 Ombersley Road, Balsal Heath, Birmingham B-12, 8UT, UK.

Ph: UK, 07980601374, 0121-4404096 E-mail: monthlyramooz@yahoo.com



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اَمَّا بَعْد!

بزم ثنائے زلف میں میری عروس فکر کو
ساری بہار ہشت خلد چھوٹا سا عطر دان ہے

پیغمبر اسلام محسن انسانیت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اصل موجودات اور خلاصۂ کائنات ہیں۔ جنہیں خالق ارض وسماوات نے سید الاولین والآخرین، خاتم الانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعٰلمین، اور شفیع المذنبین بنا کر اس خاکدان عالم میں مبعوث فرمایا۔ اور قابل صد رشک صوری حسن وجمال اور بے نظیر معنوی فضل وکمال سے آراستہ کر کے انھیں اپنی قدرت بکراں کا شہکار بنایا۔

خامۂ قدرت کا حسن دستکاری واہ واہ
کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ

قبول اسلام سے پہلے خلفائے راشدین، صحابۂ کرام، اہل بیت اطہار نے آپ کے ہر شعبۂ زندگی، آپ کی جلوت وخلوت کو دیکھا، سمجھا، پرکھا اور آپ کی صداقت ودیانت، تدین وتقویٰ، سلوک کردار، جود وسخا، نرمی ومروت، شجاعت واستقامت، حکمت وبصیرت کے بے شمار نمونے دیکھ لینے کے بعد دیگرے آپ کی نبوت ورسالت پر ایمان لاتے ہوئے دائرۂ اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے۔ اور ایک وقت وہ بھی آیا کہ آپ کی ایک جنبش لب اور اشارۂ ابرو پر اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ چنانچہ غزوۂ بدر کے نازک ترین موقع پر مدینہ طیبہ کے اندر ایک مشاورتی نشست میں جاں نثاران مصطفےٰ کا یہ اعلان تسلیم ورضا تاریخ اسلام کے صفحات کی زینت بن چکا ہے۔

یا رسول اللہ! ہم قوم موسیٰ نہیں جو آپ کو یکہ وتنہا چھوڑ دیں۔ ہم آپ کے دائیں

لڑیں گے، بائیں لڑیں گے، آگے لڑیں گے، پیچھے لڑیں گے، دیوانہ وار اور پروانہ وار لڑیں گے۔ اور آپ کا حکم ہو تو ہم سمندر کی بپھری ہوئی موجوں میں چھلانگ لگا دیں گے۔

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں جب صحابۂ کرام حاضری دیتے تو ادب کی تصویر بن جاتے۔ نشست و برخاست میں جذبۂ احترام رسول اتنا غالب رہتا کہ لب کشائی کی جرأت نہیں ہو پاتی تھی۔ اور بعض اوقات آپ کی محفل کی یہ کیفیت ہوتی کہ محدثین اور سیرت نگاروں کی نقل کردہ روایت کے مطابق۔ کَانَ عَلیٰ رُؤسِهِم الطیر۔ ایسا محسوس ہوتا کہ صحابہ کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔

اور جب محبوب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات اور محامد و محاسن کے ذکر و بیان میں وہ رطب اللسان ہوتے تو عندلیبانِ چمن کی طرح نوا سنجی میں سرشار و بے خود ہو جاتے۔ اور مدحت سرکار کائنات میں ان کی روحیں بھی کچھ اس طرح نغمہ سرا ہو جاتیں۔

اللہ کی سرتابہ قدم شان ہیں یہ ؎ ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انھیں ؎ ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

محبتِ رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کو جانِ ایمان، مغزِ قرآن اور روحِ دین سمجھ کر انھوں نے دل کی اتھاہ گہرائیوں کے ساتھ آپ کے ہر حکم و ارشاد کو سر آنکھوں پہ رکھا اور جس چیز کو آپ سے تھوڑی سی بھی نسبت ہوگئی اسے بھی عقیدت و احترام کی نظر سے دیکھا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ محبت و شیفتگی کے نہ جانے کتنے واقعات صفحات کتب حدیث و سیر پہ نقش ہیں۔ فرط محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ کی زیارت کے وقت صحابۂ کرام غایت ادب کے ساتھ آپ کا دست مبارک بھی چوم لیا کرتے تھے۔ صاحب صحیح بخاری امام محمد بن اسمٰعیل بخاری (ولادت ۱۹۴ھ۔ وصال ۲۵۶ھ) تحریر کرتے ہیں۔

عن عائشۃ ام المؤمنین قالت مارأیت احدا کان اشبہ حدیثا وکلاما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فاطمۃ۔ وکانت اذا دخلت علیہ قام الیہا فرحب بہا وقبلہا واجلسہا فی مجلسہ وکان اذا دخل علیہا قامت الیہ فاخذت بیدہ وقبلتہ واجلستہ فی مجلسہا۔ فدخلت علیہ فی مرضہ الذی توفی فرحب بہا وقبلہا۔

(ص ۱۴۲۔ باب الرجل یقبل ابنتہ۔ الادب المفرد مطبوعہ بمبئی)

ام المومنین عائشہ صدیقہ نے بیان کیا۔ کلام وگفتگو میں فاطمہ زہراء کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی مشابہت تھی وہ میں نے کسی اور میں نہیں دیکھی۔ فاطمہ زہرا جب آپ کے پاس حاضر ہوتیں تو آپ کھڑے ہوکر ان کا استقبال کرتے۔ انھیں بوسہ دیتے اور اپنی خصوصی جگہ پر بٹھلاتے۔ اور جب آپ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ اٹھ کر آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر اسے بوسہ دیتیں، اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وصال میں بھی جب فاطمہ زہراء حاضر ہوئیں تو آپ نے انھیں خوش آمدید کہا اور بوسہ دیا۔"

ایسا نہیں کہ اسے صرف باپ اور بیٹی کا معاملہ سمجھ کر دست بوسی کے جواز کو محدود کیا جاسکے۔ کیونکہ اس سے متصل ہی ایک دوسری روایت ہے جس میں باب تقبیل الید کے تحت حضرت عبداللہ بن عمر کے ایک غزوہ سے واپسی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا ذکر ہے۔ جس میں حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں۔ فقبلنا یدہ (الادب المفرد) پھر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دست بوسی کی۔

عبدالرحمٰن بن رزین (طبقات ابن سعد میں عبدالرحمٰن بن زید العراقی سے یہی روایت بیان کی گئی ہے) کی روایت ہے۔

مررنا بالربذۃ فقیل لنا ھٰھنا سلمۃ بن الاکوع فاتیناہ فسلمنا علیہ فاخرج یدیہ۔ فقال بایعت بھاتین نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخرج کفا لہ ضخمۃ کانہا کف بعیر فقمنا الیہا فقبلناہا

(ص ۱۴۴- باب تقبیل الید- الادب المفرد للامام البخاری)

ہم مقام ربذہ پہنچے تو ہمیں بتایا گیا کہ یہاں حضرت سلمہ بن اکوع موجود ہیں۔ ہم ان کے پاس پہنچے انھیں سلام کیا۔ انھوں نے اپنا ہاتھ باہر نکالا اور کہا ان ہاتھوں سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے۔ انکی ہتھیلی اونٹ کے سُم جیسی تھی ہم نے اسے چوم لیا۔

حضرت ابن جدعان سے روایت ہے۔

قال ثابت لانس أمسست النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم فقبلها۔ (حوالہ مذکورہ)

حضرت ثابت نے حضرت انس سے پوچھا۔ کیا تمہارے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے مس ہوئے ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں! تو آپ نے اسے چوم لیا۔

حضرت یونس بن میسرہ بیان کرتے ہیں۔

دخلنا علی یزید بن الاسود عائدین فدخل علیہ واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ عنہ فلما نظر الیہ مدّ یدہ فاخذ یدہ فمسح بها وجهہ وصدرہ لانہ بایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ۔ ج ۹)

ہم یزید بن اسود کی عیادت کرنے گئے۔ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بھی اسی وقت ان کے پاس پہنچے۔ یزید بن اسود نے انھیں دیکھ کر اپنا ہاتھ بڑھایا اور واثلہ بن اسقع کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے چہرہ اور سینہ پر مَلا۔ کیونکہ واثلہ نے اپنے ان ہاتھوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دیا تھا اور بیعت کی تھی۔

قاضی ابو الفضل عیاض بن موسیٰ مالکی (ولادت ۴۷٦ھ وصال ۵۴۴ھ) لکھتے ہیں۔

ورُؤی ابن عمر واضعًا یدہ علی مقعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر ثم وضعها علی وجهہ (ص ۴۴ ج ۲۔ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ مطبوعہ بمبئی)

حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب کو لوگوں نے دیکھا کہ وہ منبر رسول جہاں آپ کی نشست گاہ تھی اس کو اپنے ہاتھ سے مس کر کے اپنے چہرے پر مل لیا کرتے تھے۔

حضرت ابو محذورہ کی پیشانی کے تھوڑے سے بال اتنے لمبے تھے کہ وہ زمین تک آجاتے تھے۔ انھیں آپ کٹواتے نہیں تھے۔ لوگوں نے اسے کٹوانے کو کہا تو آپ نے کہا ان بالوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ شفقت پھیرا ہے میں انھیں زندگی بھر نہیں کٹوا سکتا۔ (بیہقی، دارقطنی، مسند احمد، ابن حبان، شفا وغیرہ)

صحابۂ کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت تھی کہ وہ صرف آپ کے دستِ مبارک کو نہیں بلکہ جو ہاتھ اس دستِ مبارک سے مس ہو جاتا اسے بھی بوسہ دیتے، چہرے اور سینے پر ملتے حتیٰ کہ آپ کی نشست گاہ سے بھی برکت حاصل کرنے کے لیے اسے چھو کر اپنے چہرے پر مل لیا کرتے تھے۔ اور یہ مس کرنا، بوسہ لینا آپ کی ذات اور آپ سے منسوب چیزوں ہی کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ احترام و عقیدت کی انھوں نے ایک ایسی دنیا بسا رکھی تھی جس میں آپ سے کچھ عرض و معروض کرنے کیلئے یا محمد نہیں بلکہ یَا رَسُوْلَ اللہ، یا نبیَ اللہ، یا حبیبَ اللہ، فداکَ ابی و امی کہا جاتا تھا۔ اور مقامِ ندا میں یا محمد کہہ کر آپ کو نہیں پکارا جاتا تھا۔ غیر مقامِ ندا میں بھی جب یہ نام پاک ان کی زبان پر آتا تو وہ جھوم اٹھتے، روح مسکرا اٹھتی، دل وجد میں آجاتا اور بہجت و انبساط، کیف و سرور کے عالم میں وہ خود اپنے ہی لب چوم لیا کرتے تھے ؎

لب پہ آجاتا ہے جب نامِ جناب، منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب
وجد میں آ کے ہم اے جانِ بیتاب، اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

قدم ناز مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے نسبت رکھنے والے شہر مبارک کے بارے میں رب کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ (سورہ بلد آیت ۱-۲)
مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس میں تشریف فرما ہو۔

حضرت عمر بن خطاب نے ایک بار عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ کی کتنی عظیم شان اور حیثیت ہے کہ خالق کائنات نے آپ کے خاکِ قدم کی قسم یاد فرمائی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منبر اور گھر کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں

ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ (بخاری و مسلم)

میرے گھر اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کا ایک باغ ہے۔

ایک روایت میں ہے

ان منبری علیٰ ترعۃ من ترع الجنہ (الحدیث)

میرا منبر جنت کا ایک ترعہ (باغ۔ دروازہ۔ زینہ) ہے۔ اور فرمایا آپ نے۔ منبری علیٰ حوضی (بخاری) میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

اک طرف روضہ کا نور ایک سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (ولادت ۹۵۸ھ۔ وصال ۱۰۵۲ھ) مدینۃ النبی اور مکہ مکرمہ کی فضیلت پر گفتگو کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

" بالآخر فیصلہ اس پر ٹھہرا کہ قبر شریف سید کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات مطلقاً اور بالعموم افضل واکرم ہے۔ خواہ شہر مکہ مکرمہ ہو یا خانہ کعبہ شریف۔ اور خانہ کعبہ سوائے قبر شریف آنحضرت شہر مدینے سے افضل ہے۔ اور باقی مدینہ افضل ہے باقی مکہ سے یا باقی مکہ افضل ہے باقی مدینہ سے۔ اس میں اختلاف

ہے۔ الخ (ص ۱۴ جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب۔ مطبوعہ رضوی کتاب گھر۔ بھیونڈی)

طبرانی نے معجم کبیر میں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے ہیں۔

المدینۃ خیر من مکۃ۔ مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے بہتر ہے۔

اور امام مالک نے مؤطا میں روایت کی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بطریق توبیخ کے عبداللہ بن عباس مخزومی سے کہا۔

تم کہتے ہو کہ مکہ افضل ہے مدینہ سے؟

انھوں نے جواب دیا۔ ہاں! مکہ حرم خدائے تعالےٰ اور بلد امان ہے۔ اور مکہ میں حق سبحنہ تعالیٰ کا گھر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ فرمایا۔ کہ میں حرم خدا اور اس کے گھر کی بابت کچھ نہیں کہتا۔ میرا سوال تو یہ ہے کہ تم کہتے ہو کہ مکہ افضل ہے مدینہ سے؟

انھوں نے پھر کہا کہ مکہ حرم خداوندی ہے اور اس میں اس کا گھر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سہ بارہ فرمایا کہ ــــ میں حرم خدا اور بیت اللہ کی بات تو دریافت ہی نہیں کرتا ــــ

کچھ دیر تک اسی طرح باہم گفتگو ہوتی رہی۔ پھر حضرت عمر چلے گیے (ص ۱۵ جذب القلوب)

طیبہ نہ سہی افضل، مکہ ہی بڑا زاھد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

کعبے سے اگر تربت شہ، فاضل ہے ــــ کیوں بائیں طرف اسکے لیے منزل ہے
اس فکر میں جو دل کی طرف دھیان گیا ــــ سمجھا کہ وہ جسم ہے یہ مرقد دل ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والے سارے مقامات و مشاہد و آثار و تبرکات کی صحابہ و تابعین تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ اور آپ سے منسوب ہر چیز کے احترام کو وہ آپ ہی کی تعظیم کا حصہ سمجھتے تھے۔

سواد اعظم اہلسنت وجماعت کے درمیان متوارث طور پر وہ روایت چلی آرہی ہے جس کے کچھ نمونے آپنے ملاحظہ کیے۔ اور قاضی عیاض مالکی (وصال ۵۴۴ھ) نے اسی مسلک کو اپنے ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔

وَمن اعظامہ واکبارہ اعظامُ جمیع اسبابہ واکرام مشاھدہ وامکنتہ من مکۃ وَالمدینۃ وَمعاھدہ۔ ومَا لمسہ صلی اللہ علیہ وسلم او عرف بہ۔ (ص ۴۴ ج ۲ شفاء)

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار وتبرکات جن کا آپ کے جسد اطہر سے یا کسی بھی طرح کا کوئی علاقہ ہو اس کی تعظیم وتکریم مسلمانوں کے لیے ضروری ہے۔ اور اسی پر اسلاف کرام کا تعامل ہے۔

ان آثار وتبرکات کی حقیقی حیثیت ثقہ تاریخ وسند سے زیادہ قابل اطمینان ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی مسلسل روایت اور تاریخ وسند نہ ہو تب بھی آپ کی طرف اس کی نسبت کی شہرت ہی کافی ہے۔ فرضی واختراعی آثار وتبرکات کا الزام دینا اور ان کی تعظیم نہ کرنا شانِ مومن سے بعید ہے۔ اور کوئی مسلمان بلاوجہ کسی چیز کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیوں کرے گا؟ اس لیے اس کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہوئے بدگمانی سے بچنا لازم ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الحَقِ شَیْئًا۔ (سورہ یونس آیت ۳۶) بیشک گمان حق کا کچھ کام نہیں دیتا۔

نیز ارشاد ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (سورہ حجرات آیت ۱۲)

اے ایمان والو! زیادہ گمان سے بچو بیشک کچھ گمان گناہ ہوتے ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث۔

بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔

اور بالفرض کوئی شخص دیدہ و دانستہ کسی چیز کا انتساب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط طور پر کرتا ہے تو اس کے لیئے یہ وعید ہے ۔

من کذب علیّ متعمداً فلیتبوا مقعدہ من النار ۔ (الحدیث)

جو میری طرف غلط انتساب کرے وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنائے ۔

اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کا عذاب وہ خود ہی بھگتے گا اور سچا ہے تو پھر بدگمانی کرنے والے پر وبال ہوگا ۔

وَاِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْہِ کَذِبُہٗ ۔ وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ ۔ (سورہ مومن آیت ۲۸)

اور بالفرض اگر وہ غلط کہتے ہیں تو ان کی غلط بیانی کا وبال ان پر ہوگا ۔ اور اگر وہ سچے ہیں تو تمہیں پہنچ جائے گا کچھ وہ جس کا تمہیں وعدہ دیتے ہیں ۔

بہرحال ! دنیا میں جہاں کہیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کوئی موئے مبارک ہے ہم عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اسے سلام عقیدت پیش کرتے ہیں ۔ ابرو و مژگان رسول ﷺ کے ذکر کو وجہ سعادت و ذخیرۂ آخرت سمجھتے ہیں ۔ ابرِ کرم بن کر چھا جانے والے معطر و معنبر گیسوئے پاک کی طرف پُر امید نظریں لگی ہوئی ہیں ۔ اور اس کی رحمت و بیکس نوازی پر یقین رکھتے ہوئے میرا تو ذوق و وجدان یہ کہنا چاہ رہا ہے ۔

صبح وطن پہ شام غریباں کو دوں شرف
بیکس نواز گیسوؤں والا کہوں تجھے

مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامیؒ (ولادت ۸۱۷ھ وصال ۸۹۸ھ) لکھتے ہیں ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ میں سر منڈا کر سارے بال ایک سبز درخت پر رکھوا دیئے ۔

اصحابِ رسول اسی درخت کے نیچے جمع ہو گیے اور موئے مبارک کو چننے اور ایک دوسرے سے چھیننے لگے ۔ حضرت ام عمارہ کہتی ہیں ۔ میں نے بھی چند بال

حاصل کر لیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب کوئی بیمار ہوتا تو میں ان مبارک بالوں کو پانی میں ڈبو کر پانی مریض کو پلادیتی تو اللہ رب العزت اسے شفا اور صحت عطا فرماتا۔ (ص ۱۴۸۔ شواہد النبوۃ لتقویۃ یقین اہل الفتوۃ از عبدالرحمٰن جامی۔ مطبوعہ محل پبلیکیشنز، جامع مسجد، دہلی)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں ابوعبداللہ محمد بن سعد زہری (ولادت ۱۶۸ھ وصال ۲۳۰ھ) نے لکھا ہے۔

جب عمر بن عبدالعزیز کے انتقال کا وقت قریب آیا تو انھوں نے وصیت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن کا تراشہ اور موئے مبارک ان کے کفن میں رکھ دیئے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد جلد پنجم)

رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات، آپ کی صفات، آپ کی یاد، آپ کی طرف منسوب اشیاء کا ذکر و بیان بھی یقیناً شفاء امراض و دوائے جملہ علت ہائے روحانی و جسمانی ہے۔ نسخۂ مغفرتِ ذنوب ہے، اکسیر اعظم ہے، سایۂ رحمت ہے، سبب کرم و عنایت ہے، اور باعثِ شفاعتِ شفیع المذنبین ہے۔ علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

ہم سیہ کاروں پہ یارب! تپشِ محشر میں
سایہ افگن ہوں، تیرے پیارے کے پیارے گیسو

آمین، آمین، یارب العالمین بجاہِ حبیبک سیّد المرسلین۔
علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات واکرم التسلیمات

یٰسٓ اختر مصباحی
بانی و مہتمم دارالقلم ذاکرنگر۔ نئی دہلی ۲۵
مدیر ماہنامہ حجازِ جدید۔ ۴۲۲۔ مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶
دوشنبہ بتاریخ ۱۵ ربیع الاوّل ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۵ اگست ۱۹۹۴ء

شعائر اللہ کی عظمت و برکت

رب کائنات نے جن احکام و مناسک اور مقامات و اماکن کی حرمت و تکریم کا حکم دیا ہے انھیں حرمات و شعائر اللہ کہا جاتا ہے۔ وہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔ انھیں دیکھ کر اور ان سے متعلق ہدایات پر عمل کرکے ایمان کی لذت و حلاوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور مومن کے درجۂ ایمان اور منصب شرف و کرامت میں رب کائنات ترقیاں عطا فرماتا ہے۔

طواف بیت اللہ وغیرہ کا حکم بیان کرنے کے بعد ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۔ (سورۂ حج آیت ۳۰)

بات یہ ہے اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے۔

حُرُمٰتِ اللّٰه سے رب کے احکام و ارشادات مراد ہیں، خواہ وہ جن فرائض و عبادات سے متعلق ہوں۔ مناسک حج بھی مراد ہیں۔ اور بعض مفسرین بیت حرام، مشعر حرام، شہر حرام، بلد حرام، اور مسجد حرام بھی مراد لیتے ہیں۔

اس کے بعد والی دوسری آیت کریمہ میں بھی اسی طرح کا حکم ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ

(سورۂ حج آیت ۳۲)

بات یہ ہے اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس کے نزدیک یہاں شعائر اللہ سے مراد قربانی کے جانور ہیں۔ اور ان کی تعظیم یہ ہے کہ فربہ خوبصورت قیمتی لئے جائیں۔

شعائر اللہ میں جاندار اور بے جان دونوں چیزیں شامل ہیں۔ اور انھیں عظمت و برکت سے نوازا گیا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ۔ (سورۂ حج آیت ۳۶)

اور قربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں سے کیے۔ تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے۔

اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کیلئے پانی کی تلاش میں حضرت ہاجرہ نے جن دو بے جان پہاڑیوں کا چکر لگایا۔ اور پھر حضرت اسمٰعیل کی ایڑیوں کے نیچے سے چشمۂ زم زم ابل پڑا۔ یہ دونوں چیزیں بھی شعائر اللہ میں داخل ہوگئیں۔ حجاج و زائرین احتراماً کھڑے ہو کر قبلہ رخ ہو کر آبِ زم زم سے سیراب ہوتے ہیں۔ اور حج و عمرہ کرنے والے صفا و مروہ کی سعی کرتے ہیں۔

صفا و مروہ کے شعائر اللہ میں داخل ہونے اور اسکے طواف کے بارے میں اس آیت کریمہ کے اندر صراحت موجود ہے۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۵۸)

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ تو جو اس بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں (صفا و مروہ) کا طواف کرے۔ اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا علم والا ہے۔

حج سال میں صرف ایک مرتبہ اپنے متعین وقت پر ہوگا۔ اور عمرہ ہر دن ہوسکتا ہے۔ حج و عمرہ دونوں میں صفا و مروہ کے درمیان سعی لازم ہے۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ شعائر اللہ سے دین کی نشانیاں مراد ہیں مثلاً مقاماتِ متبرکہ میں سے کعبہ، صفا، مروہ، منیٰ، مزدلفہ، عرفات، مساجد وغیرہ۔ اور

ازمنۂ مقدسہ میں سے جمعہ، ایامِ تشریق، عید الفطر، عید الاضحیٰ، رمضان، اشہرِ حرام وغیرہ۔ اسی طرح دیگر نشانیاں مثلاً اذان، اقامت، نماز با جماعت، نماز جمعہ نماز عیدین، ختنہ وغیرہ ـــ یہ سب شعائر اللہ میں داخل ہیں، جن کا اکرام و اہتمام اہلِ ایمان کا مذہبی فریضہ ہے۔

کعبۃ اللہ! معبودِ حقیقی کا پہلا گھر اور اسکی عظیم نشانی ہے۔ جس کی طرف رخ کرکے مسلمان اپنی نمازیں ادا کرتے ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ (سورۂ آلِ عمران۔ آیت ۹۶)

بیشک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے جو برکت والا ہے اور سارے عالم کا رہنما ہے۔

اس کعبۃ اللہ سے متصل ایک عظیم نشانی مقامِ ابراھیم ہے۔ اور یہ وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراھیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی جس پر آپ کے نشانِ قدم پڑ گیے اور امتدادِ زمانہ کے باوجود پہلوئے کعبہ میں یہ مقامِ ابراھیم آج بھی موجود ہے۔ اسی مقامِ ابراہیم کے بارے میں ربِّ کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ (آلِ عمران آیت ۹۷)

اس (کعبہ) میں کھلی نشانیاں ہیں۔ مقامِ ابراہیم ہے۔

اس مقامِ ابراہیم کے قریب نماز پڑھنے کا خود اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے جس سے اس کی شرف و فضیلت کا اظہار ہوتا ہے۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھِیْمَ مُصَلًّی (سورہ بقرہ آیت ۱۲۵)

اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

وادیٔ منیٰ میں حجاج کرام قربانی کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ جگہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے متعلق واقعۂ قربانی کی یاد دلاتی ہے۔ اور شعائر اللہ میں وادیٔ منیٰ بھی داخل ہے جہاں حج کے موقعہ پر قربانی دی جاتی ہے۔

اسی طرح تابوت سکینہ بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اور اس کا ذکر قرآن حکیم میں موجود ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت شمویل علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی بنائے گئے۔ بنی اسرائیل پر اس زمانہ میں ایک ظالم و جابر بادشاہ جالوت مسلط تھا۔ بنیامین بن حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک صالح اور عالم و شجاع شخص کو حضرت شمویل علیہ السلام نے بحکم الٰہی بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا۔ بنی اسرائیل نے کہا کہ نبوت لاوی بن حضرت یعقوب علیہ السلام اور سلطنت یہود بن حضرت یعقوب علیہ السلام میں چلی آرہی ہے۔ اور یہ ان دونوں خاندانوں میں سے نہیں تو یہ ہمارے بادشاہ کیسے ہو سکتے ہیں۔

حضرت شمویل علیہ السلام نے فرمایا کہ سلطنت کا تعلق نسل و خاندان سے نہیں بلکہ صرف توفیق و فضل الٰہی سے ہے۔ پھر طالوت کے بارے میں حضرت شمویل نے کہا۔

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَیْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ ؕ وَ اللّٰهُ یُؤْتِیْ مُلْكَهٗ مَنْ یَّشَآءُ (سورہ بقرہ آیت ۲۴۷)

فرمایا! اسے اللہ نے تم پر چن لیا۔ اور اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی۔ اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دے۔

پھر بنی اسرائیل نے حضرت شمویل سے کہا کہ اگر طالوت بحکم الٰہی ہمارے بادشاہ ہیں تو ان کی نشانی کیا ہے؟ حضرت شمویل نے کہا جس کی حکایت قرآن میں اس طرح ہے۔

وَ قَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اٰیَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ التَّابُوْتُ فِیْهِ سَكِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓىٕكَةُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۴۸)

اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا۔ اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور

کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ و معزز ہارون کے ترکہ کی۔ اٹھاتے لائینگے اسے فرشتے۔ بیشک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

اس موقعہ پر جب بنی اسرائیل پر جہاد فرض ہوا تو وہ بہانے بنا کر پیچھے ہٹ گیے۔ بیت المقدس سے لشکر طالوت کی روانگی اور جہاد کے پہلے مرحلہ میں صرف تین سو تیرہ افراد نے شرکت کی۔ جن میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی شامل تھے اور آپ ہی نے جالوت کو قتل کیا جس کے انعام میں طالوت نے اپنی بیٹی سے آپ کا نکاح کر دیا۔ اور انتقالِ طالوت کے بعد تمام ملک پر حضرت داؤد کی سلطنت ہوگئی۔ ارشادِ باری تعالےٰ ہے۔

وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ (سورہ بقرہ آیت ۲۵۱)

اور داؤد نے جالوت کو قتل کیا۔ اور اللہ نے اسے سلطنت و حکمت عطا فرمائی۔ اور اسے جو چاہا سکھایا۔

تابوت سکینہ جسے اللہ نے نشانی قرار دیا ہے وہ شمشاد کی لکڑی کا بنا ہوا تین ہاتھ لمبا اور دو ہاتھ چوڑا صندوق تھا۔ تفسیر جلالین و جمل و خازن و مدارک وغیرہ میں اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

تابوتِ سکینہ کو اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔ اس میں تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصویریں تھیں۔ اور آخر میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضور کے دولت سرائے اقدس کی تصویر ایک سرخ یاقوت میں تھی کہ حضور بحالتِ نماز قیام میں ہیں اور آپ کے گرد آپ کے اصحاب ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام تصویروں کو دیکھا۔ یہ صندوق وراثۃً منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا۔ آپ اس میں توریت بھی رکھتے تھے۔

اور اپنا مخصوص سامان بھی۔ چنانچہ اس تابوت میں الواح توریت کے ٹکڑے بھی تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا عصا اور آپ کے کپڑے اور آپ کی نعلین شریفین ـــــ اور حضرت ہارون علیہ السّلام کا عمامہ اور ان کا عصا، اور تھوڑا سا "من" جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام جنگ کے موقعوں پر اس صندوق کو آگے رکھتے تھے اس سے بنی اسرائیل کے دل کی تسکین رہتی تھی۔

آپ کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں متوارث ہوتا چلا آیا جب انھیں کوئی مشکل درپیش ہوتی وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر دعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے۔ دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی برکت سے فتح پاتے۔

جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور ان کی بدعملی بہت بڑھ گئی اور اللہ نے ان پر عمالقہ کو مسلّط کیا تو وہ ان سے تابوت چھین کر لے گئے۔ اسے گندے اور نجس مقامات پر رکھا اور اس کی بے حرمتی کی ان گستاخیوں کی وجہ سے عمالقہ طرح طرح کے امراض و مصائب میں مبتلا ہوئے۔ ان کی پانچ آبادیاں ہلاک ہوئیں۔ اور انھیں یقین ہوا کہ تابوت کی اہانت ان کی بربادی کا باعث ہے۔

اپنی یہ بربادی دیکھ کر عمالقہ نے تابوت کو ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو چھوڑ دیا اور فرشتے اس کو بنی اسرائیل کے سامنے طالوت کے پاس لائے۔

اس طابوت کا آنا بنی اسرائیل کے لیے طالوت کی بادشاہی کی نشانی قرار دیا گیا تھا۔ بنی اسرائیل نے اسے دیکھ کر طالوت کی بادشاہی قبول کی اور بلا پس و پیش جہاد کے لیے تیار ہو گیے کیونکہ تابوت پاکر انھیں اپنی فتح کا یقین ہو گیا۔

طالوت نے بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار جوان منتخب کیے جن میں حضرت داؤد علیہ السّلام بھی تھے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

تابوتِ سکینہ کی تصویریں اللہ کی طرف سے آئی تھیں، کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں تھیں۔ جاندار کی تصویر سازی و تصویر کشی انسان کے لئے ممنوع و حرام ہے۔

مذکورہ تفصیلاتِ تابوتِ سکینہ سے معلوم ہوا کہ انبیاء و صالحین کے آثار و تبرکات کا اعزاز و اکرام اہلِ ایمان کے لئے ضروری ہے۔ ان کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ حاجتیں پوری ہوتی ہیں، بلائیں دفع ہوتی ہیں۔ دشمن پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ دل کو سکون ملتا ہے۔ اور ان کی بے حرمتی و اہانت، بدنصیبوں، گستاخوں اور گمراہوں کا طریقہ ہے اور بربادی و ہلاکت کا سبب ہے۔

شعائر اللہ ہی میں قمیص حضرت یوسف بھی شامل ہے۔ برادران حضرت یوسف نے جب آپ کو حضرت یعقوب سے جدا کر دیا اور اپنے بیٹے حضرت یوسف کی جدائی میں روتے روتے حضرت یعقوب کی بینائی زائل ہوگئی تو عرصہ دراز کے بعد حضرت یعقوب کے حکم پر برادرانِ یوسف کنعان سے مصر پہنچے۔ ملاقات کے بعد جب حضرت یوسف کو اپنے والد کا یہ حال ان کی زبانی معلوم ہوا تو انھوں نے کہا۔

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِىْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِىْ يَاْتِ بَصِيْرًا۔ (سورۂ یوسف آیت ۹۳)

میرا یہ کرتا لے جاؤ۔ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو، ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

یہ قمیص حضرت یوسف حضرت یعقوب کے پاس پہنچی اور

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا۔ (سورۂ یوسف آیت ۹۶)

جب خوشخبری سنانے والا آیا اس نے وہ کرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا تو ان کی آنکھیں پھر روشن ہوگئیں۔

اب آپ نگاہ مومن کو روشنی، قلب کو سکون، روح کو تازگی، جسم کو شفا دینے والے آثار و تبرکات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق چند مستند احادیث و روایت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سہل بن سعد بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے آپ اپنی یہ چادر مبارک عنایت فرمادیں۔ آپ نے اسے وہ چادر عطا فرمادی۔ صحابہ کرام کے سوال پر اس شخص نے چادر حاصل کرنے کی یہ وجہ بتائی۔

فقال الرجل واللہ ماسألتھا الا لتکون کفنی یوم اموت فقال سھل فکانت کفنہ (بخاری)

اس شخص نے کہا۔ واللہ! میں نے یہ چادر آپ سے اس لئے مانگی ہے کہ اسے اپنا کفن بناؤں ــــ سہل بن سعد کہتے ہیں۔ یہی چادر اس کا کفن بنی۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جبہ تھا۔ جس کے بارے میں وہ کہتی ہیں۔

فقالت ھذہ کانت عند عائشۃ حتی قبضت فلما قبضت قبضتھا۔ وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلبسھا فنحن نغسلھا للمرضیٰ یستشفی بھا۔ (ص ۱۹۰ مسلم جلد دوم)

اسماء نے کہا کہ یہ جبہ عائشہ صدیقہ کے پاس ان کے انتقال کے وقت تک رہا انتقال کے بعد اسے میں نے لے لیا۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے ہم اسے دھو کر مریضوں کو اس کا پانی پلاتے ہیں جس سے انھیں شفا مل جاتی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ہمارے گھر تشریف لائے۔ اور ایک لٹکے ہوئے مشکیزہ کے منہ سے آپ نے پانی پیا۔ میری ماں ام سلیم نے مشکیزہ کے اس حصہ کو کاٹ کر محفوظ کر لیا جس سے لبہائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مس ہوئے تھے۔ مشکیزہ کا یہ منہ ہمارے گھر میں محفوظ ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

حضرت خداش بن ابی خداش کے پاس ایک پیالہ تھا۔ جس میں پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانی پیا کرتے تھے اور آپ سے ہی خداش بن ابی خداش نے حاصل کر لیا تھا۔

حضرت عمر فاروق جب کبھی حضرت خداش کے پاس جاتے تو وہی پیالہ منگواتے اور اس میں آب زم زم رکھ کر پیتے پھر اپنے چہرے پر اس پانی کے چھینٹے مارتے۔ (ترجمہ خداش۔ الاصابہ۔ کنز العمال)

حضرت ابوعبدالرحمٰن السلمی حضرت احمد بن فضلویہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے مس کردہ ایک کمان تھی جسے وہ بغیر طہارت کے نہیں چھوتے تھے۔

قال ما مسست القوس بیدی الا علی طھارۃ منذ بلغنی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ القوس بیدی۔

(ص ۴۴ الشفا جلد دوم قاضی عیاض مالکی متوفی ۵۴۴ھ)

انھوں نے کہا جب سے مجھے معلوم ہوا کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے یہ کمان مس کردہ ہے اس وقت سے بغیر طہارت کے میں نے اسے نہیں چھوا ہے۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی الغداۃ جاء خدم المدینۃ بآنیتھم فیھا الماء۔ فما یؤتی باناء الا غمس یدہ فیھا۔ فربما جاء فی الغداۃ الباردۃ فیغمس یدہ فیھا (صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۵۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو مدینہ طیبہ کے بچے اپنے اپنے برتن میں پانی بھر کر آپ کے پاس لاتے اور آپ ہر برتن میں اپنا دست مبارک ڈبو دیتے۔ کبھی کبھی سخت سردی میں بھی فجر کے وقت بچے آتے تب بھی آپ ان برتنوں میں اپنا دست مبارک ڈبو دیتے۔

حضرت ابو جحیفہ بیان کرتے ہیں۔

رأیت بلالا اخذ وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ورأیت الناس یبتدرون ذلك الوضوء۔ فمن اصاب منہ شیئًا تمسح بہ۔ ومن لم یصب منہ شیئًا اخذ من بلل یدِ صاحبہ۔ (بخاری)

میں نے بلال حبشی کو دیکھا کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی جمع کرلیا۔ اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ لوگ وہ پانی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑرہے ہیں۔ جسے کچھ پانی مل گیا اس نے تو اسے (منہ اور بدن پر) مل لیا۔ اور جو اس سے محروم رہا وہ پانی حاصل کرنے والے شخص کے ہاتھ کی تری ہی سے فیض حاصل کررہا ہے۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے۔

ثم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اظفارہ و قسم بین الناس (مسند امام احمد بن حنبل)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ناخن مبارک کٹوائے اور انھیں موجود لوگوں کے درمیان تقسیم فرمادیا۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے۔

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحلاق یحلقہ وطاف بہ اصحابہ فمایریدون ان تقع شعرۃ الا فی ید رجل۔ (ص ۲۵۶ جلد دوم مسلم)

میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال حجام مونڈ رہا ہے اور صحابۂ کرام آپ کے گرد منڈلا رہے ہیں۔ ان کی خواہش وکوشش یہ تھی کہ آپ کا موئے مبارک کسی کے ہاتھ ہی میں گرے۔

حضرت محمد بن سیرین تابعی سے روایت ہے۔

قلت لعبیدۃ عندنا من شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصبناہ من قبل انس او من قبل اہل انس قال لان تکون عندی

شعرة منه احب الیّ من الدنیا و ما فیھا۔ (بخاری۔ کتاب الوضوء)
میں نے حضرت عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں جو انس بن مالک یا ان کے گھر والوں کے ذریعہ ہمیں حاصل ہوئے ہیں۔

حضرت عبیدہ نے کہا میرے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک موئے مبارک ہونا دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) تحریر فرماتے ہیں۔
روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متروکات و تبرکات میں سے بعض چیزیں حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس تھیں جنہیں انھوں نے ایک کمرہ میں احترام کے ساتھ محفوظ کر رکھا تھا اور ہر روز ایک بار ان تبرکات کی زیارت کیا کرتے تھے۔

سادات و اشراف میں سے جب کوئی آپ سے ملاقات کے لئے آتا تو اسے بھی آپ ان کی زیارت کراتے اور عرض کرتے کہ یہی تبرکات تو میرا سرمایہ و میراث ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی برکت سے تمہیں عزت دے۔

کمرہ کے اندر رکھے ہوئے تبرکات یہ تھے۔ چارپائی، چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، ایک جوڑا موزہ، چکی اور ترکش جس میں چند تیر تھے۔

تکیے کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کی چکنائی کا اثر تھا۔ ایک شخص کو سخت بیماری لاحق ہوئی جس سے اسے شفا نہیں مل رہی تھی۔ حضرت عمر بن عبد العزیز سے اس کے بارے میں ذکر کیا گیا اور پھر آپ کی اجازت سے اس چکنائی میں سے کچھ دھوکر بیمار کی ناک میں ٹپکا دیا گیا۔ جس سے وہ تندرست ہو گیا۔

(مدارج النبوۃ)

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی (ولادت ۸۴۹ھ وصال ۹۱۱ھ) ایک روایت نقل کرتے ہیں۔

جب کعب بن زہیر نے اپنا قصیدۂ بانت سعاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھ کر سنایا تو آپ نے چادر مبارک دوش اطہر سے اتار کر کعب کو عطا فرمائی۔ امیر معاویہ نے کعب کو لکھا کہ دس ہزار درہم لے لو اور چادر مبارک ہم کو دے دو۔ لیکن کعب نے انکار میں جواب دیا۔ جب کعب کا انتقال ہوا تو امیر معاویہ نے ان کے بیٹوں سے وہ چادر مبارک بیس ہزار درہم میں حاصل کر لی۔ پھر وہ چادر خلفائے بنو عباس میں منتقل ہو گئی۔ (ص ۸۲ تاریخ الخلفاء مطبوعہ دہلی)

حضرت مولانا علی قاری بن سلطان محمد ہروی (متوفی ۱۰۱۴ھ) حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان کی وصیت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وصیت کرتے ہوئے امیر معاویہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات میں لنگی، چادر اور کرتہ میرے پاس ہے۔ چند موئے مبارک اور ناخن کے تراشے ہیں۔

مجھے کفن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ پہنایا جائے۔ آپ کی چادر میں مجھے لپیٹا جائے، اور آپ کی لنگی مجھے باندھ دی جائے۔ پھر میرے ان اعضاء پر جن سے سجدہ کیا جاتا ہے، آپ کے موئے مبارک اور تراشۂ ناخن اقدس رکھ کر مجھے ارحم الراحمین کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔ (ص ۶۲۸ جلد ۵ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

وادیٔ منیٰ، صفا و مروہ، مقام ابراہیم، تابوت سکینہ، پیالہ، جبہ، چادر، ناخن، بال، کمان، موزہ، تکیہ، چارپائی و دیگر آثار و تبرکات کے ساتھ انبیاء و صالحین کے جذبۂ احترام کے ایمان افروز مناظر سے آپ کی نگاہیں روشن و منور ہوئیں۔ صحابہ و تابعین کے والہانہ انداز محبت کو دیکھ کر آپ کا بھی جذبۂ عقیدت جاگ اٹھا اور ایسا کیوں نہ ہو کہ۔

وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْب

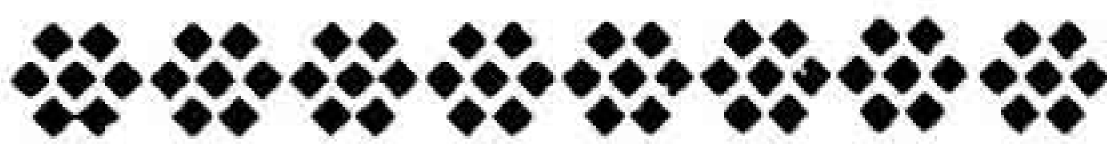
(سورۂ حج آیت ۳۱)

اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے"۔

حضرت یوسف کنعانی کی قمیص سے حضرت یعقوب کی نگاہیں روشن ہوگئیں اور حضرت محمد عربی کے تبرکات سے صحابہ و تابعین نے اپنے جسم و روح اور قلب وضمیر کو روشن کیا، اور آپ کے آثارِ مقدس کے نکھرے ہوئے جلوؤں سے انھوں نے زمین کے اوپر اور زمین کے نیچے بھی روشنی اور سکونِ دل حاصل کرکے اپنے صحرائے قلوب کو گلزار و نخلستان بنا دیا۔

اللہ اللہ! بہارِ چمنستانِ عرب — پاک ہیں لوثِ خزاں سے گل و ریحانِ عرب
عرش سے مژدہ بلقیس شفاعت لایا — طائرِ سدرہ نشیں مرغِ سلیمانِ عرب
کوچہ کوچہ میں مہکتی ہے یہاں بوئے قمیص — یوسفستان ہے ہر ایک گوشۂ کنعانِ عرب
دل وہی دل ہے جو آنکھوں سے ہو حیرانِ عرب — آنکھیں وہ آنکھیں ہیں جو دل سے ہوں قربانِ عرب
فصلِ گل لاکھ نہ ہو وصل کی رکھ آس ہزار — پھولتے پھلتے ہیں بے فصل گلستانِ عرب
صدقے ہونے کو چلے آتے ہیں لاکھوں گلزار — کچھ عجب رنگ سے پھولا ہے گلستانِ عرب

ہشت خلد آئیں وہاں کسبِ لطافت کو رضاؔ
چار دن برسے جہاں ابرِ بہارانِ عرب



تبرّکاتِ رسُول

امام المحدثین ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری (ولادت ۱۹۴ھ وصال ۲۵۶ھ)
تبرکاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک باب کے تحت چند احادیثِ کریمہ کی روایت اپنی صحیح بخاری میں اس طرح کرتے ہیں۔

باب ماذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعصاہ وسیفہ وقدحہ وخاتمہ۔ وما استعمل الخلفاء بعدہ من ذلک مما لم یذکر قسمتہ ومن شعرہ ونعلہ وآنیتہ مما یتبرک اصحابہ وغیرھم بعد وفاتہ۔

تبرکاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، یعنی آپ کی زرہ، عصا، تلوار، پیالہ اور انگوٹھی کا ذکر جنہیں بعد میں آپ کے خلفاء نے استعمال کیا اور انہیں تقسیم نہیں کیا گیا۔ نیز آپ کے موئے مبارک، نعلین مبارک اور برتنوں کو آپ کے وصال کے بعد صحابۂ کرام و دیگر حضرات نے تبرکات قرار دے کر ان سے برکت حاصل کی۔

اس باب کے تحت امام بخاری نے مندرجہ ذیل احادیث رسول کی روایت کی ہے۔

.... عن انس ان ابا بکر رضی اللہ عنہ لمّا استخلف بعثہ الی البحرین وکتب لہ ھذا الکتاب وختمہ وکان نقش الخاتم ثلثۃ اسطر۔ محمد سطر، ورسول سطر، واللہ سطر (صحیح بخاری)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے۔ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو آپ نے انس کو بحرین بھیجا اور ان کے لئے ایک خط لکھا جس پر (حضور اکرم والی) مہر لگا دی تھی۔ مہر کی تین سطریں کندہ تھیں۔ (یعنی محمد رسول اللہ) پہلی سطر میں لفظ محمد، دوسری سطر میں لفظ رسول، اور تیسری سطر میں لفظ اللہ۔

.... حدثنا عیسی بن طھمان قال اخرج الینا انس نعلین

جرداوین لهما قبالان۔ فحدثنی ثابت البنانی بعد عن انس انهما نعالا النبی صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح بخاری)

حضرت عیسیٰ بن طہمان سے روایت ہے۔ انس بن مالک نے انھیں دو پرانے جوتے دکھائے۔ جن میں سے ہر ایک میں دو تسمے تھے۔ پھر حضرت ثابت بنانی نے مجھے بتایا کہ انس بن مالک انھیں بتلایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک ہیں۔

عن ابی بردۃ قال اخرجت الینا عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کساء ملبدا وقالت فی ھٰذا نزعت روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابوبردہ سے روایت ہے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک موٹی چادر دکھائی اور بتلایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کے اندر وصال فرمایا۔

.... عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان قدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم انکسر فاتخذ مکان الشعب سلسلۃ من فضۃ قال عاصم رأیت القدح وشربت فیہ (صحیح بخاری)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جب ان کے پاس وہ محفوظ پیالہ ٹوٹ گیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا تو انھوں (انس بن مالک) نے ٹوٹے ہوئے حصے پر چاندی کی پتر لگوادی۔

راوی حدیث عاصم کہتے ہیں۔ میں نے وہ پیالہ دیکھا بھی ہے اور اس میں پانی بھی پیا ہے۔

.... ان علی بن حسین حدثہ۔ انہم حین قدموا من المدینۃ من عند یزید بن معاویہ مقتل حسین بن علی رحمۃ اللہ علیہ لقیہ مسور بن مخرمۃ۔ فقال لہ ھل لک

الیّ من حاجۃٍ تامرنی بھا۔ فقلت لہ لا۔ فقال لہ فھل انت معطی سیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فانی اخاف ان یغلبک القوم علیہ۔ وایم اللہ لئن اعطیتنیہ لا یخلص الیھم ابداً۔ حتی تبلغ نفسی۔ الخ (صحیح بخاری)

امام زین العابدین علی بن حسین بن علی بن ابی طالب بیان کرتے ہیں۔ کہ شہادت امام حسین کے بعد یزید بن معاویہ کے پاس سے جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت مسور بن مخرمہ نے ان سے ملاقات کرکے کہا کہ کوئی ضرورت ہو تو مجھے حکم دیں۔ میں نے کہا مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ مسور بن مخرمہ نے کہا کیا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار عنایت فرما دیں گے؟ مجھے خطرہ ہے کہ مخالفین آپ سے یہ تلوار لے لیں گے۔ اور اگر آپ مجھے عنایت فرما دیں گے تو واللہ العظیم! جب تک میرے جسم میں جان ہے کوئی شخص بھی مجھ سے یہ تلوار نہیں لے سکتا۔

قلب و روح کی گہرائیوں میں اتر جانے والا ایمان افروز منظر

بموقعہ صلح حدیبیہ سنہ ۶ ہجری

حضرت مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں۔ عروہ بن مسعود ثقفی نمائندہ قریش بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقام حدیبیہ میں آئے اور صحابۂ کرام کی طرف سے اس موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر دیکھ کر جب مکہ مکرمہ واپس ہوئے تو قبیلۂ قریش سے خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا۔ (عروہ بن مسعود ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے)

واللہ لقد وفدت علی الملوک۔ ووفدت علی قیصرو کسریٰ والنجاشی۔

واللہ ان رأیت ملکا قط یعظمہ اصحابہ ما یعظم اصحاب محمدٍ محمداً۔

واللہ ان تنخم نخامۃ الا وقعت فی کف رجلٍ منھم۔ فدلک بھا وجھہ وجلدہ۔ واذا امرھم ابتدروا امرہ۔ واذا توضأ کادو یقتتلون علی وضوئہ۔ واذا تکلم خفضوا أصواتھم عندہ۔ وما یحدّون الیہ النظر تعظیما لہ۔

(ص ۳۷۹ جلد اوّل صحیح بخاری)

واللہ! میں بادشاہوں سے ملاقات کر چکا ہوں۔ قیصر وکسریٰ اور نجاشی کے دربار میں میری حاضری ہوئی ہے۔

واللہ! میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا جس کی تعظیم اس کے ہمنشیں اتنی زیادہ کرتے ہوں۔ جتنی تعظیم وتوقیر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ اپنے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کرتے ہیں۔

واللہ! جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا لعاب دہن کسی نہ کسی صحابی کی ہتھیلی ہی پر گرتا ہے جسے وہ اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیتا ہے۔ وہ جب کوئی حکم دیتے ہیں تو ان کے صحابہ فوراً تعمیلِ حکم کرتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کا پانی حاصل کرنے کے لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ آپس میں لڑ پڑیں گے۔ وہ جب بات کرتے ہیں تو ان کی بارگاہ میں لوگ اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں۔ اور تعظیماً ان کی طرف آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے۔

محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب زہری کی روایت کے مطابق ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب حمیری بصری ثم مصری (وصال ۲۲۳ھ ۸۳۸ء) نے محمد بن اسحٰق بن یسار مدنی ثم بغدادی (ولادت ۸۵ھ/۷۰۴ء وصال ۱۵۰ھ) کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر عروہ بن مسعود ثقفی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی باتیں کیں جو اس کے دوسرے ساتھیوں سے کر چکے تھے کہ ہم نے جنگ کی نیت سے

نہیں بلکہ ادائیگی عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ کا رخ کیا ہے۔ پھر آپ کے پاس کھڑے ہو کر عروہ بن مسعود نے یہ منظر دیکھا۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آپ کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے ہیں تو آپ کے وضو کا پانی لینے کے لئے صحابہ ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ لعاب دہن پھینکتے ہیں تو اس پر بھی لوگ ٹوٹ پڑتے ہیں۔ آپ کے جسم کا کوئی بال گرتا ہے تو اسے بھی وہ اٹھا کر رکھ لیتے ہیں۔"

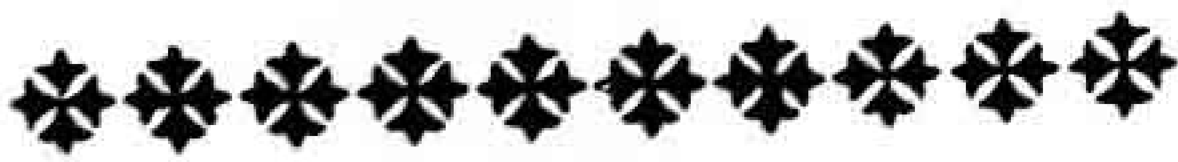
یہ منظر دیکھ کر قریش مکہ کو خطاب کرتے ہوئے عروہ بن مسعود نے کہا۔

اے گروہ قریش! میں کسریٰ سے اس کے ملک میں جا کر ملا۔ میں قیصر سے اسکے ملک میں جا کر ملا۔ میں نجاشی سے اس کے ملک میں جا کر ملا۔ مگر

واللہ! میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا جو اپنی قوم میں اتنا معزز ہو جتنے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے صحابہ میں معزز ہیں۔

اور میں نے وہاں ایسی قوم دیکھی ہے جو کسی قیمت پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یکہ و تنہا نہیں چھوڑ سکتی۔ اب تم جو چاہو اپنی رائے قائم کرو۔"

(ص ۲۷۴۔ سیرۃ ابن ہشام جلد دوم اعتقاد پبلشنگ ہاؤس۔ سوئیوالان، دہلی)



مقدس ابرو و مژگاں

امام حسن بن علی بن ابی طالب نے ہند بن ابی ہالہ کی یہ روایت بیان کی۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو مبارک مقدار میں طویل تھے اور ان پر بال مناسب مقدار میں نہ بہت زیادہ نہ بالکل کم اور باہم ملے ہوئے نہیں تھے۔ اتنے قریب تھے کہ دور سے باہم ملے ہوئے معلوم ہوتے۔ دونوں ابروؤں کے درمیان ایک رگ مبارک تھی جو حالتِ رعب و جلال میں تڑپتی تھی اور خون میں جوش پیدا ہونے سے اس کے اندر لرزہ سا معلوم ہوتا۔

(ص ۴۴۳ - الوفا باحوال المصطفیٰ لابی الفرج عبدالرحمٰن بن ابی الحسن المعروف بہ ابن الجوزی۔ اعتقاد پبلشنگ ہاؤس۔ سوئیوالان۔ دہلی)

ان الفرجۃ التی کانت بین حاجبیہ یسیرۃ لا تبین الا من دق النظر۔ (سیرۃ حلبیہ)

دونوں ابروؤں کے درمیان اتنی قلیل کشادگی تھی کہ اسی شخص پر واضح ہوتی جو غور سے دیکھتا۔

امام حسن بن علی بن ابی طالب نے ہند بن ابی ہالہ کی یہ روایت بیان کی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس آنکھوں کی پتلی بہت سیاہ، مبارک بھویں طویل، باریک بالوں والی۔ اور مکمل ملی ہوئی نہیں تھیں (اگرچہ لگتا تھا کہ مل گئی ہیں) اور مبارک پلکیں دراز تھیں۔ (ص ۴۴۴ - الوفا باحوال المصطفیٰ لابن الجوزی)
حضرت علی بن ابی طالب نے مقرون الحاجبین (آپ کے ابرو باہم پیوست تھے) حضرت سوید بن غفلہ نے مقرون الحاجبین (ابرو آپس میں ملے ہوئے) اور ایک دوسرے صحابئ رسول نے دقیق الحاجبین (لطیف و باریک ابرو والے) کی صفت بیان کی ہے۔ طائرانہ نظر ڈالنے پر ابرو متصل معلوم ہوتے مگر غور سے

دیکھنے میں دونوں ابروؤں کے درمیان کشادگی واضح طور پر معلوم ہو جاتی۔
حضرت علی بن ابی طالب کی روایت کے مطابق آپ کی پلکیں لمبی اور خوبصورت تھیں۔ حضرت ام معبد کہتی ہیں فی اشفارہ غطف۔ آپ کی پلکیں حسین اور لمبی تھیں۔ اور حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں۔
کان اھدب اشفارہ العینین (دلائل النبوۃ للامام البہیقی) آپ کی پلکیں بڑی لمبی تھیں۔ ؎

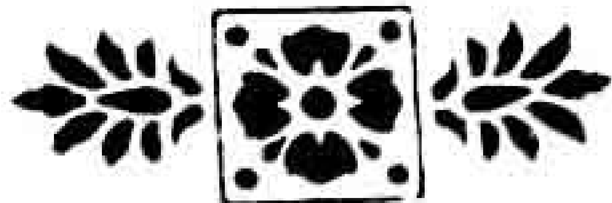
ہلال کیسے نہ بنتا کہ ماہِ کامل کو　　سلام ابروئے شہ میں خمیدہ ہونا تھا

یاد ابرو کرکے تڑپو بلبلو　　ٹکڑے ٹکڑے دام ہو ہی جائے گا

آج عید عاشقاں ہے گر خدا چاہے، کہ وہ　　ابروئے پیوستہ کا عالم دکھاتے جائینگے

رنگ مژہ سے کرکے خجل یادشاہ میں　　کھینچا ہے ہم نے کانٹوں پر عطر جمال گل

جن کے سجدہ کو محراب کعبہ جھکی　　ان بھنوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام
ان کی آنکھوں پہ وہ سایہ افگن مژہ　　ظلۂ قصر رحمت پہ لاکھوں سلام
اشکباریٔ مژگاں پہ برسے درود　　سلکِ دُرِّ شفاعت پہ لاکھوں سلام



ریشِ مبارک

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک داڑھی سیاہ، گھنی اور خوش منظر تھی۔ صحابۂ کرام بیان کرتے ہیں۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان کث اللحیہ تملأ صدرہ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی داڑھی گھنی اور سینہ کو پُر کئے ہوئے تھی۔

حضرت نافع بن جبیر کہتے ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے ہوئے کہا۔

ضخم الھامۃ عظیم اللحیۃ ۔ آپ کا سرِ اقدس بڑا اور داڑھی اعتدال کے ساتھ لمبی تھی۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ کا بیان ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کث اللحیۃ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی گھنی تھی۔

حضرت سعید بن مسیب حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسود اللحیۃ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی داڑھی خوب سیاہ تھی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں۔

کانت لحیتہ حسنۃ شدید سواد اللحیۃ ۔ آپ کی داڑھی نہایت اچھی اور خوب سیاہ تھی۔

حضرت عمرو بن شعیب کی ایک روایت اَلْوَفَا بِاَحْوَالِ الْمُصْطَفٰی اور ترمذی شریف میں ہے کہ " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ بڑھی ہوئی داڑھی کو طول وعرض دونوں

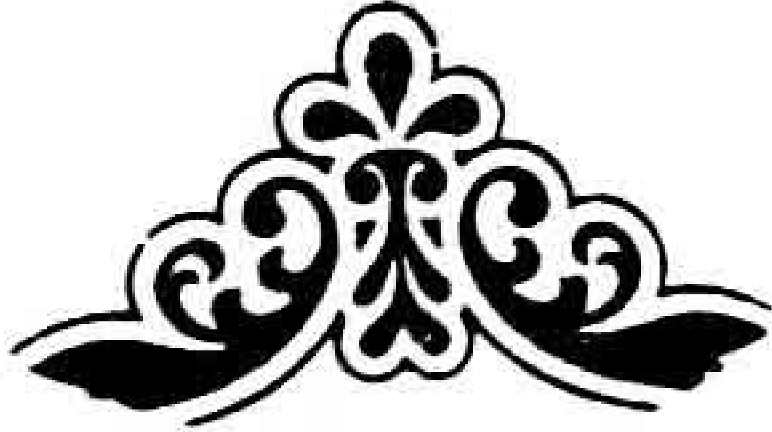
طرف سے برابر کاٹ دیا کرتے تھے۔

اور حضرت انس بن مالک کی روایت ہے۔

کانت لحیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد ملأت ھٰھنا الیٰ ھٰھنا۔ آپ کی مبارک داڑھی یہاں سے یہاں تک تھی (یعنی طویل و معتدل تھی) ؎

مصحف عارض پہ ہے خطِ شفیعہ نور کا
لو! سیہ کارو مبارک ہو قبالہ نور کا

خط کہ گرد دھن وہ دل آرا پھبن — سبزۂ نہر رحمت پہ لاکھوں سلام
ریش خوش معتدل، مرہم ریش دل — ہالۂ ماہِ ندرت پہ لاکھوں سلام



گیسوئے عنبریں

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گیسوئے پاک نہایت خوبصورت، سیاہ، خمدار، نہ بالکل سیدھے، نہ زیادہ گھنگھریالے تھے۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں۔

نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک میں بکثرت تیل لگاتے، داڑھی میں کنگھی کرتے اور اکثر و بیشتر اپنے سر پر تیل لگا کر اس پر کپڑے کا ایک ٹکڑا رکھ دیتے تاکہ اسکی چکناہٹ عمامہ پر نہ لگ سکے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت ہے۔

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم شدید سواد الرأس و اللحیۃ — رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی کے بال نہایت سیاہ تھے۔

حضرت ابو قرصافہ کی ایک روایت ابن عساکر نے نقل کی ہے۔

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم شدید سواد الشعر۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گیسو بہت سیاہ تھے۔

حضرت علی بن ابی طالب کا بیان ہے۔

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حسن الشعر۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گیسو بہت خوبصورت تھے۔

حضرت انس بن مالک اس گیسوئے پاک کے بارے میں عرض کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بال قدرے گھنگھریالے تھے، نہ بالکل سیدھے نہ بالکل خمدار۔

حضرت براء بن عازب کہتے ہیں۔

آپ کے گیسو کانوں کی لو تک تھے ـــــ اور عرض کرتے ہیں۔ آپ کے بال کاندھوں تک تھے۔

حضرت عمر بن خطاب بیان کرتے ہیں۔
آپ کے مبارک بال کانوں تک تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں۔
آپ کے بال کانوں اور دونوں شانوں کے درمیان تھے۔

مرویات میں آپ کے گیسوئے مبارک کا وصف بیان کرتے ہوئے تین الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ وفرۃ ۔ لمۃ ۔ جمۃ

وفرۃ ! کانوں کی لو تک پہنچنے والے بال۔ لمۃ ! کانوں اور کاندھوں کے بیچ تک پہنچنے والے بال۔ جمۃ ! کاندھوں کو چھو لینے والے بال۔

جس موقعہ پر جس کیفیت میں گیسوئے پاک ہوا کرتے اسی منظر کی صحابۂ کرام اپنے اپنے انداز سے عکاسی کرتے ؎

کوچۂ گیسوئے جاناں سے چلے ٹھنڈی نسیم ۔۔۔ بال و پر افشاں ہوں یارب! بلبلان سوختہ

رخ دن ہے یا مہر سما، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں ۔۔۔ شب زلف یا مشک ختا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

انا فی عطش وسخاک اتم۔ اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

ہے کلام الٰہی میں شمس و ضحیٰ، ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ ہے کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا ـــــ لکۂ ابر رحمت پہ لاکھوں سلام
لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق ـــــ مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام
لخت لخت دل ہر جگر چاک سے ـــــ شانہ کرنے کی حالت پہ لاکھوں سلام

تقسیم موئے مبارک

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی منی فاتی الجمرۃ فرماھا ثم اتی منزلہ بمنی ونحر ثم قال للحلاق خذ واشار الی جانبہ الایمن ثم الایسر ثم جعل یعطیہ الناس۔

(ص ۴۲۱ صحیح مسلم۔ جلد اول۔ کتب خانہ رشیدیہ، دہلی)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وادیٔ منیٰ میں فروکش ہوئے۔ پھر جمرہ کے پاس تشریف لے جاکر رمیٔ جمار کیا۔ پھر منیٰ تشریف لاکر قربانی کی۔ پھر حجام سے فرمایا کہ دائیں طرف سے میرا سر مونڈنا شروع کرو۔ پھر بائیں جانب۔ پھر آپ نے اپنے موئے مبارک لوگوں کے درمیان تقسیم فرمایا۔

حضرت انس بن مالک ہی سے دوسری روایت اس طرح ہے۔

لما رمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الجمرۃ ونحر نسکہ وحلق ناول الحالق شقہ الایمن فحلقہ ثم دعا ابا طلحۃ الانصاری فاعطاہ ایاہ۔ ثم ناولہ الشق الایسر فقال احلق فحلقہ فاعطاہ ابا طلحۃ فقال قسمہ بین الناس۔ (ص ۴۲۱ صحیح مسلم جلد اول)

رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جب رمیٔ جمار اور قربانی فرما چکے تو حلق (سر مونڈنا) فرمایا۔ حجام کی طرف اپنا دایاں حصہ سر کرتے ہوئے اسے مونڈنے کا حکم دیا۔ اور ابو طلحہ انصاری کو طلب کرکے انھیں موئے مبارک عنایت فرمایا۔ پھر حجام کو حکم دیا کہ وہ آپ کا بایاں حصہ سر مونڈے۔ تو اس نے سر مونڈا اور آپ نے اپنے موئے مبارک ابو طلحہ انصاری کو عنایت فرمایا۔ اور حکم صادر فرمایا کہ اسے لوگوں کے درمیان تقسیم کردو۔

شارحِ مسلم ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف، المعروف بہ امام نووی (ولادت ۶۳۱ھ، وصال ۶۷۶ھ) حدیث مذکورالصدر کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ومنها التبرك بشعره صلى الله عليه وسلم واقتناءه للتبرك۔

(حاشیۂ حوالہ مذکورہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔ اور حصولِ برکت کے لئے موئے مبارک کو چن کر اسے محفوظ رکھنا جائز ہے۔

پھر امام نووی نے لکھا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر حلق رأس کرنے اور موئے مبارک کی تقسیم کا یہ جو واقعہ پیش آیا۔ تو حلق رأس کرنے والے حجام کون تھے۔ انکے نام کے سلسلے میں محدثین کا اختلاف ہے۔ مشہور یہ ہے کہ وہ معمر بن عبداللہ العدوی تھے۔

تقسیم موئے مبارک کا یہ واقعہ صحیح بخاری اور ترمذی شریف میں بھی تقریباً اسی طرح ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انس بن مالک کو باقاعدہ حکم دیا کہ یہ موئے مبارک اپنی ماں ام سلیم کو بھی دے دینا۔ ام سلیم ابوطلحہ انصاری کی بیوی ہیں۔ انس بن مالک بیان کرتے ہیں۔

لما حلق رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم رأسه بمنى اخذ شق رأسه الايمن بيده - فلما فرغ ناولنى - فقال: يا انس انطلق بهذا الى ام سليم - فلما رأى الناس مَا خصنا به تنافسوا فى الشق الاخر هذا ياخذ الشئى - وهذا ياخذ الشئى -

(مسند امام احمد بن حنبل)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وادی منیٰ میں جب اپنا سر منڈایا تو انھوں نے اپنے ہاتھ سے دائیں حصۂ سر کو پکڑا اور منڈایا۔ اور جب اس سے فارغ ہوئے تو مجھے کچھ موئے مبارک دے کر فرمایا کہ اے انس! یہ اپنی ماں کے پاس لے جاکر

انھیں دے دینا۔ ہمارے ساتھ یہ خصوصی عنایت لوگوں نے دیکھ کر بائیں حصۂ سر کے مونڈے جانے کے وقت ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش شروع کردی کوئی کچھ موئے مبارک یہاں سے حاصل کر رہا ہے۔کوئی وہاں سے حاصل کر رہا ہے۔

عثمٰن بن عبداللہ بن مواہب سے روایت ہے۔

ارسلنی اھلی الیٰ ام سلمۃ بقدح من ماء فجاءت بجلجل من فضۃ فیہ شعر من شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان اذا اصاب الانسان عین اوشیئ بعث بھا مخضبۃ۔ قال: فاطلعت فی الجلجل فرأیت شعرات حمراء۔ (رواہ البخاری فی کتاب اللباس)

حضرت ام سلمہ نے موئے مبارک کو ایک شیشی میں رکھ لیا تھا۔ جب کسی شخص کو نظر لگ جاتی یا کوئی مرض ہوتا تو آپ اس شیشی کو پانی میں ڈبو کر اس کا پانی اسے دے دیتیں۔ اور اس پانی سے اس شخص کو شفاء حاصل ہوجاتی۔ (خلاصۂ حدیث)

حضرت خالد بن ولید کے بارے میں قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ مالکی (ولادت ۴۷۶ھ۔ وصال ۵۴۴ھ) لکھتے ہیں۔

وکانت فی قلنسوۃ خالد بن الولید شعرات من شعرہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فسقطت قلنسوتہ فی بعض حروبہ فشد علیھا شدۃ انکر علیہ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثرۃ من قتل فیھا۔ فقال لم افعلھا بسبب القلنسوۃ۔ بل لما تضمنتہ من شعرہ صلی اللہ علیہ وسلم لئلا اسلب برکتھا وتقع فی ایدی المشرکین۔ (ص ۴۴۔ الجزء الثانی۔ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ۔ مطبع اصح المطابع بمبئی)

حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے۔ آپ کی وہ ٹوپی ایک جنگ کے موقعہ پر گرگئی آپ نے اس کے حصول کے لئے بڑا سخت حملہ کیا جس میں بہت سے مسلمان شہید ہوگئے، اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اس حملہ پر اعتراض کیا۔ آپ نے جواب دیا۔

میں نے یہ حملہ ٹوپی کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ اس کے اندر موجود موئے مبارک کے لئے کیا تھا کہ کہیں میں اسکی برکت سے محروم نہ ہو جاؤں اور یہ مشرکوں کے ہاتھ نہ لگ جائے۔"

حضرت خالد بن ولید کی یہ ٹوپی جنگ یرموک میں گم ہوگئی تھی۔ آپ نے اس کی تلاش و بازیابی کی سخت جدوجہد کی۔ اور آخر کار مل گئی۔ لوگوں نے پوچھا اتنی سعی و کوشش کا سبب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار عمرہ فرمایا۔ جب آپ نے اپنا سر مبارک منڈوایا تو لوگ موئے مبارک لینے کے لئے دوڑ پڑے۔ میں نے بھی آپ کی پیشانی مبارک کے چند بال حاصل کر کے اس ٹوپی کی زینت بنالیا۔ جس لڑائی میں یہ ٹوپی میرے پاس رہی۔ اس کی برکت سے مجھے فتح نصیب ہوتی رہی۔ (ترجمہ خالد بن ولید۔ الاصابہ)

حضرت انس بن مالک کے بارے میں حضرت ثابت بنانی کا بیان ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت انس بن مالک نے مجھ سے کہا کہ یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک ہے۔ جسے میرے مرنے کے بعد میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ چنانچہ میں نے ان کی وصیت کے مطابق وہ موئے مبارک انکی زبان کے نیچے رکھ دیا۔ اور وہ اسی حالت میں دفن کئے گئے (ترجمہ انس بن مالک۔ الاصابہ)

حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان کے بارے میں علامہ جلال الدین بن ابی بکر سیوطی (ولادت ۸۴۹ھ۔ وصال ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک حضرت امیر معاویہ کے پاس موجود تھے۔ آپ نے وصیت کی کہ یہ موئے مبارک میرے مرنے کے بعد میری آنکھوں اور منہ پر رکھ دیئے جائیں۔ اور پھر مجھے ارحم الراحمین کے حوالہ کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق عمل کیا گیا۔ (تاریخ الخلفاء۔ نور پبلشنگ ہاؤس۔ فراشخانہ، دہلی)

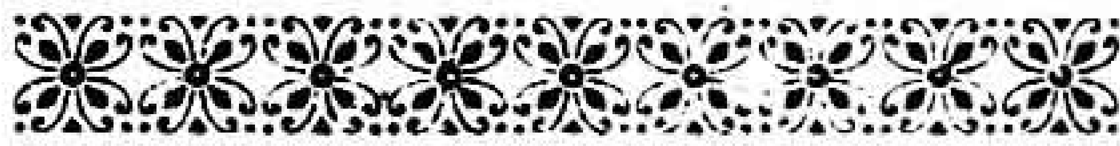
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واقعۂ حلق رأس اور تقسیم موئے مبارک والی حدیث پاک کے بارے میں امام محمد بن سیرین تابعی روایت کرتے ہیں۔

فحدثنیه عبیدۃ السلمانی۔ یرید ھٰذا الحدیث: فقال لان یکون عندی شعرۃ منه احبّ الی من کل بیضاء وصفراء علیٰ وجه الارض و فی بطنها۔ (رواہ الامام محمد بن حنبل فی مسندہ)

حضرت عبیدہ نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک موئے مبارک میرے نزدیک روئے زمین اور زیر زمین کی ہر سپید و زرد دولت سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت ابو سلمہ کی روایت ہے۔ محمد بن عبد اللہ بن زید نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے والد (عبد اللہ بن زید) منحر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور نے ضحایا تقسیم فرمائے اور انھیں اپنا موئے مبارک عنایت فرمایا۔ (الاصابہ)

محمد بن عبد اللہ بن زید کا یہ بھی بیان ہے کہ وہ موئے مبارک مہندی اور وسمہ سے رنگا ہوا ہمارے پاس موجود ہے۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم)



حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (ولادت ۱۱۱۴ھ/۱۷۰۳ء۔ وصال ۱۱۷۶ھ ۱۷۶۲ء)
اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی (وصال ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۸ء) کی بیماری اور حصول نعمت

موئے مبارک

کا ایک ایمان افروز واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں

موئے مقدس کی برکات

فرمایا! ایک بار مجھے بخار نے آلیا اور بیماری نے طول پکڑا۔ یہاں تک کہ زندگی سے ناامید ہوگیا۔ اسی دوران مجھ پر غنودگی طاری ہوئی تو میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ عبدالعزیز سامنے موجود ہیں اور فرمارہے ہیں۔

بیٹے! حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تیری بیمار پرسی کو تشریف لارہے ہیں اور شاید تیری پائنتی کی طرف سے تشریف لائیں اس لئے چارپائی کو اس طرح رکھنا چاہئے کہ حضور کی طرف تمہارے پاؤں نہ ہوں۔

یہ سنکر مجھے افاقہ ہوا۔ قوتِ گویائی نہیں تھی۔ حاضرین نے میرے اشارے پر چارپائی کا رخ پھیر دیا۔ اُسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ اور فرمایا کَیْفَ حَالُکَ یَابُنَیَّ۔ (اے میرے بیٹے! کیسے ہو؟)

اس کلام کی لذت اس قدر غالب ہوئی کہ مجھ پر آہ و بکا اور وجد و اضطراب کی عجیب وغریب کیفیت طاری ہوگئی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس انداز سے اپنی بغل میں لیا کہ آپ کی داڑھی مبارک میرے سر پر تھی اور آپ کا جبہ مبارک میری آنکھوں سے تر ہوگیا۔ — پھر آہستہ آہستہ وجد و اضطراب کی کیفیت حالتِ سکون میں بدل گئی۔

اسی وقت میرے دل میں آیا کہ ایک مدت سے موئے مبارک کے حصول کی آرزو

رکھتا ہوں۔ کیا ہی کرم ہو اس وقت تبرک عنایت فرمائیں۔ میرے اس خیال سے آپ مطلع ہوئے اور داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیر کر دو مقدس بال میرے ہاتھ پر آپ نے رکھ دیا۔ پھر میرے دل میں آیا کہ یہ دونوں مقدس بال عالم بیداری میں بھی میرے پاس رہیں گے یا نہیں؟ اس کھٹکے پر مطلع ہو کر آپ نے فرمایا، یہ دونوں بال عالم ہوش اور بیداری میں بھی باقی رہیں گے ـــــ اس کے بعد آپ نے صحت کلی اور طویل عمر کی خوشخبری سنائی۔

اسی وقت مرض سے افاقہ ہو گیا۔ میں نے چراغ منگوایا۔ وہ دونوں مقدس بال اپنے ہاتھ میں نہ پائے تو میں غمگین ہو کر بارگاہِ عالی کی طرف متوجہ ہوا۔ غیبت واقع ہوئی اور آنحضور مثالی صورت میں جلوہ فرما ہوئے۔ فرمایا۔

اے بیٹے! عقل و ہوش سے کام لو۔ وہ دونوں بال احتیاطاً تمہارے سرہانے کے نیچے رکھ دیئے تھے۔ وہاں سے لے لو۔

افاقہ ہوتے ہی وہ دونوں مقدس بال وہاں سے اٹھائے اور تعظیم و تکریم سے ایک جگہ محفوظ کر کے رکھ دیئے۔ اس کے بعد دفعتہً بخار لوٹا۔ اور انتہائی ضعف و نقاہت طاری ہوئی، سر سے اشارہ کرتا رہا۔ کچھ دیر بعد اصل طاقت بحال ہوئی اور صحت کلی نصیب ہوئی۔

اسی سلسلے میں یہ کلمات بھی فرمائے تھے کہ ان دو بالوں کے خواص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپس میں گتھے رہتے ہیں، مگر جب درود پڑھا جائے تو جدا جدا کھڑے ہو جاتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ ایک مرتبہ تاثیر تبرکات کے منکروں میں سے تین آدمیوں نے امتحان لینا چاہا۔ میں اس بے ادبی پر راضی نہ ہوا۔ مگر جب بحث و مباحثہ طویل ہو گیا تو کچھ عزیز ان مقدس بالوں کو سورج کے سامنے لے گئے۔ اسی وقت بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا۔ حالانکہ سورج بہت گرم تھا اور بادلوں کا موسم بھی نہ تھا۔

یہ واقعہ دیکھکر منکروں میں سے ایک نے توبہ کی۔ اور دوسرے نے کہا یہ اتفاقی امر ہے۔ عزیز دوسری مرتبہ لے گئے تو دوبارہ بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا۔ اس پر دوسرے منکر نے بھی توبہ کیا۔ مگر تیسرے نے کہا یہ تو اتفاقی بات تھی۔ یہ سن کر تیسری بار موئے مبارک کو سورج کے سامنے لے گئے۔ سہ بارہ بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا۔ تو تیسرا منکر بھی توبہ کرنے والوں میں شامل ہوگیا۔

آپ نے یہ بھی فرمایا! ایک بار یہ موئے مبارک زیارت کے لئے باہر لے آیا۔ بہت بڑا مجمع تھا۔ ہر چند صندوقِ تبرک کا تالا کھولنے کی کوشش کی گئی لیکن نہ کھلا۔ میں اپنے دل کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ فلاں آدمی ناپاک ہے جس کی ناپاکی کی شامت کے سبب یہ نعمت میسر نہیں آرہی ہے۔ عیب پوشی کرتے ہوئے میں نے ان سب کو تجدید طہارت کے لئے حکم دیا۔ وہ ناپاک آدمی بھی مجمع سے چلا گیا۔ اور اس وقت بڑی آسانی سے تالا کھولا گیا۔ اور ہم سب نے زیارت کی۔

حضرت والد ماجد نے آخری عمر میں جب تبرکات تقسیم فرمائے تو ان دونوں بالوں میں سے ایک کاتب الحروف کو عنایت فرمایا۔ جس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ہے۔ (ص ۱۰۴ـ ۱۰۵۔ انفاس العارفین۔ تالیف: حضرت شاہ ولی اللہ بن عبدالرحیم محدث دہلوی۔ ترجمہ: سید محمد فاروق القادری۔ طبع چہارم۔ مکتبہ الفلاح دیوبند)

اور اسی واقعہ کو اختصار کے ساتھ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ایک دوسری کتاب میں اس طرح تحریر کرتے ہیں۔

اخبرنی والدی انہ کان مریضا فرأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم۔ فقال۔ کیف حالک یا بنی۔

ثم بشرہ بالشفاء واعطاہ شعرتین من شعور لحیتہ فتعافی من المرض فی الحال۔ وبقیت الشعرتان عندہ فی الیقظۃ۔ فاعطانی احداھما فھی عندی (الحدیث

الخامس عشر۔ الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین للشاہ ولی اللہ المحدث الدھلوی)۔

مجھے میرے والد نے بتلایا کہ انھیں بیماری کی حالت میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا خواب میں شرف حاصل ہوا۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے بیٹے! تیرا کیا حال ہے؟

پھر نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے انھیں بیماری سے شفایابی کی خوشخبری دی۔ اور اپنی داڑھی مبارک کے دو بال عنایت فرمائے۔ جس کے بعد وہ فوراً صحت یاب ہو گئے۔ اور دونوں موئے مبارک بیداری کے بعد بھی ان کے پاس موجود تھے۔ والد ماجد نے ان میں سے ایک موئے مبارک مجھے عنایت فرمایا جو اس وقت بھی میرے پاس ہے

❋❋❋❋❋❋❋❋❋

چھائیں رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

چمن طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو
حور بڑھ کر شکن ناز پہ وارے گیسو

ہم سیہ کاروں پہ یارب تپشِ محشر میں
سایہ افگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو

آخر حج غم امت میں پریشاں ہو کر
تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تا دوش
کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائیں رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

کعبہ جاں کو پہنایا ہے غلافِ مشکیں
اڑ کے آئے ہیں جو ابرو پہ تمہارے گیسو

سلسلہ پا کے شفاعت کا جھکے پڑتے ہیں
سجدۂ شکر کے کرتے ہیں اشارے گیسو

دیکھو قرآں میں شب قدر ہے تا مطلع فجر
یعنی نزدیک ہیں عارض کے وہ پیارے گیسو

بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں کلیاں واللہ
کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو

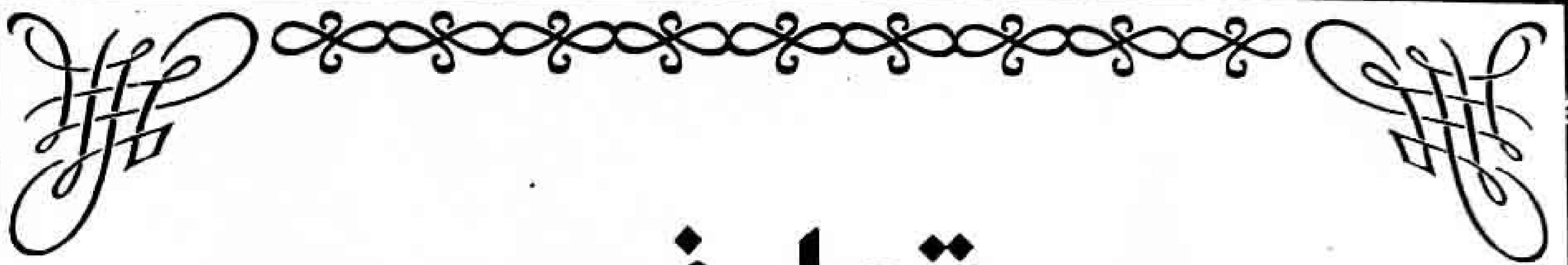
شانِ رحمت ہے کہ شانہ نہ جدا ہو دم بھر
سینہ چاکوں پہ کچھ اس درجہ ہیں پیارے گیسو

شانہ ہے پنجۂ قدرت ترے بالوں کے لئے
کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو

مژدہ ہو جھوم کے نبلہ سے گھنگھور گھٹائیں اٹڈیں
ابروؤں پہ وہ جھکے جھوم کے بارے گیسو

تارِ شیرازۂ مجموعۂ کونین ہیں یہ
حال کھل جائے جو اک دم ہوں کنارے گیسو

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضاؔ
صبحِ عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو



تعارف

پس منظر / اغراض و مقاصد / پروگرام

حضرت سلطان باھُو ٹرسٹ





حضرت سلطان باھو ٹرسٹ

تعارف:

برصغیر کی عظیم روحانی شخصیت سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے منسوب اس بین الاقوامی ادارے کی بنیاد آج سے بیس سال قبل آپ ہی کے عظیم روحانی خانوادے کے چشم و چراغ حضرت صاحبزادہ سلطان نیاز الحسن قادری وحضرت صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن قادری نے رکھی رفتہ رفتہ دین کا درد رکھنے والے مخلصین دنیا بھر سے اس میں شامل ہوتے گئے اور اب بحمد اللہ یہ ادارہ ایک عالمگیر مشن اور تحریک کی شکل اختیار کر چکا ہے کئی اہل اور باصلاحیت افراد نے اس کے مشن کی تکمیل کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا ہے ٹرسٹ کے ان بانی قائدین کی بے لوث اور مخلصانہ قیادت میں شبانہ روز اس کثیر المقاصد ادارے کے متنوع منصوبہ جات کے لیے دامے، درمے، قدمے، سخنے کوشاں ہیں ٹرسٹ کی ہمہ پہلو خدمات کا دائرہ ملک سے باہر خلیج یورپ اور امریکہ تک پھیلا ہوا ہے ٹرسٹ کا بنیادی مقصد خدمت دین اور خدمت انسانیت ہے اور ٹرسٹ کے مختلف دعوتی وتبلیغی، تعلیمی وتحقیقی اور رفاہی وفلاحی منصوبہ جات کا محصور یہی بنیادی مقصد ہے ٹرسٹ کا مطمع نظر للّٰہیت اور خالصیت ہے۔

اغراض و مقاصد/ پروگرام:

۱- انفاق، ایثار اور احسان کے قرآنی تصورات کی عملاً ترویج تا کہ صحیح معنوں میں رفاہی اور فلاحی اسلامی معاشرے کا قیام عمل میں آسکے۔

۲- سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے افکار وتعلیمات کی اشاعت وترویج کا مؤثر اہتمام جس کے ذریعے حقیقی تصوف کے علمی وعملی پہلوؤں کو اجاگر کیا جاسکے۔

۳- علوم شریعہ اور علوم عصریہ کا حسین امتزاج تا کہ ایسے رجال کار میسر آسکیں جو عصری تقاضوں کی روشنی میں دین وملت کی ہمہ پہلو خدمت کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔

۴- ملت اسلامیہ کے نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کا مؤثر اہتمام۔

۵- دکھی انسانیت کی خدمت کے لیے شعبہ سماجی بہبود کا قیام تا کہ قومی وملّی ترجیحات کے مطابق رفاہی وفلاحی سرگرمیوں کا آغاز کیا جاسکے۔

۶- مستحق اور نادار مریضوں کو مفت طبی سہولتوں کی فراہمی کا اہتمام۔

پروگرام: (الف)

۱- دینی اور عصری علوم کی ایک ساتھ تعلیم کے لیے معیاری جامعات کا قیام۔
۲- قرآن حکیم کی تعلیم (حفظ و ناظرہ) کے لیے مدارس کا قیام۔
۳- بچوں اور بچیوں کے لیے پرائمری اور سیکنڈری سطح کے سکولز کا قیام۔
۴- حضرت سلطان باہو یونیورسٹی کا قیام۔ (الحمد للہ تعمیرات کا سلسلہ جاری ہے)
۵- نوجوانوں کے لیے جنرل کالجز، کامرس کالجز، کمپیوٹر کالجز، اوپن کالجز، اور لاء کالجز وغیرہ کا قیام۔
۶- دین فہمی کے لیے شارٹ ٹرم کورسز کا اجراء۔
۷- طلباء کی معاونت کے لیے ایوننگ کوچنگ سنٹرز کا قیام۔

(ب)

۱- حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ و دیگر صوفیائے کرام کے قلمی مسودات کی دریافت و تحقیق اور تدوین و اشاعت۔
۲- حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے قلمی نسخوں کے معیاری اور مستند تراجم اور شروحات کی تدوین و اشاعت۔
۳- حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و نظریات اور تعلیمات تصوف پر جدید طرز تحقیق کے مطابق معیاری کتب و رسائل کی اشاعت۔
۴- حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی مستند سوانح حیات کی اشاعت۔
۵- حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و تعلیمات کے حوالے سے علمی و تحقیقی کام کرنے والے مصنفین کی حوصلہ افزائی اور ان کی نگارشات کی اشاعت۔
۶- حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ و دیگر صوفیائے کرام کی قلمی و طبع شدہ کتب اور ان کے افکار و تعلیمات سے متعلق جملہ کتب پر مشتمل لائبریری کا قیام۔
۷- سالانہ قومی و بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد۔

الحمد للہ اس وقت بھی حضرت سلطان باہو ٹرسٹ کے زیر اہتمام جو ادارے دنیا بھر میں کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

منصوبہ جات:

حضور ختمی مرتبت ﷺ کی خصوصی توجہات اور سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیوضات و تصرفات سے پاکستان میں ٹرسٹ کے زیر انتظام درج ذیل تعلیمی و رفاہی منصوبہ جات کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔

۱- جامعۃ الحراء دربار حضرت سلطان باہو جھنگ
۲- حرا اکیڈمی دربار حضرت سلطان باہو جھنگ
۳- ہولی کالج اینڈ سائنس اکیڈمی لاہور
۴- ہولی آئیڈیل سکول رجانہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ
۵- الحراء کمیونٹی گرلز کالج میر پور آزاد کشمیر
۶- الحراء ماڈل سکول پنیالہ/ ڈیرہ اسماعیل خان
۷- الحراء کمیونٹی کالج کوئٹہ
۸- جامعہ فاطمیہ ضیاء البنات تترال ضلع چکوال

علاوہ ازیں بیرون پاکستان درج ذیل منصوبہ جات کے ذریعے ٹرسٹ اپنی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

۱- جامعہ اسلامیہ برمنگھم
۲- الحراء کمیونٹی کالج برمنگھم
۳- جامعہ اسلامیہ بریڈفورڈ
۴- جامعہ اسلامیہ نوٹنگھم
۵- الحراء ایجوکیشنل سنٹر لندن
۶- الحراء ایجوکیشنل سنٹر نیلسن
۷- الحراء ایجوکیشنل سنٹر سلو
۸- مدرسہ اسلامیہ نوٹنگھم
۹- اسلامک ہیلپ برطانیہ
۱۰- دارالذکر بلیک برن

ٹرسٹ کے ساتھ تعاون کی مختلف صورتیں

ان منصوبہ جات کی تکمیل کا انحصار دردمند اور مخیّر حضرات کے تعاون پر ہے جملہ اہل اسلام مندرجہ ذیل طریق پر ٹرسٹ کے متذکرہ رواں منصوبہ جات اور توسیعی و تعمیراتی منصوبوں کی تکمیل میں ٹرسٹ کا ہاتھ بٹا سکتے ہیں ان کا یہ تعاون دنیا و آخرت میں موجب خیر و برکت ہوگا۔

۱ - رکنیت

آپ ٹرسٹ کی رکنیت اختیار کر کے ٹرسٹ کی معاونت کر سکتے ہیں جس کے لیے آپ کو ماہانہ ایک سو روپیہ یا سالانہ ایک ہزار روپے ادا کرنا ہوں گے۔

۲ - تاحیات رکنیت

ٹرسٹ کی تاحیات رکنیت معاونت کی ایک موثر شکل ہے جس کے لیے آپ کو مبلغ -/25000 روپے یکمشت ادا کرنے ہوں گے۔

۳ - قربانی کی کھالیں، عطیات، زکوٰۃ، صدقات

آپ قربانی کی کھالیں، عطیات، زکوٰۃ صدقات کی مد میں ٹرسٹ کو رقوم بھجوا سکتے ہیں۔

٤ - تعمیراتی سامان

آپ تعمیراتی سامان مثلاً اینٹ، سیمنٹ، سریا وغیرہ یا فرنیچر اور دیگر ضروری ساز و سامان بھی ٹرسٹ کو بطور عطیہ پیش کر سکتے ہیں۔

۵- سپانسر شپ سکیم

ٹرسٹ کے تعلیمی اداروں میں غریب ویتیم بچے کو سپانسر کرنا چاہیں تو حفظ قرآن اور سکول میں تعلیم حاصل کرنے والے طالب علم کا ماہانہ خرچ 1000 روپے ہے جبکہ عالم دین بننے والے اور کالج میں تعلیم حاصل کرنے والے طالب علم کا ماہانہ خرچ 2000 روپے ہے۔

۶- رضاکارانہ خدمات

علاوہ ازیں آپ اپنا قیمتی وقت اور خداداد صلاحیتیں ٹرسٹ کے مختلف منصوبہ جات کے لیے بروئے کار لا کر اس عظیم مشن کے معاونین میں شامل ہو سکتے ہیں۔

اپیل:-

جملہ اہل اسلام سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ ٹرسٹ کی دل کھول کر معاونت کریں آپ کی دی ہوئی پائی پائی امانت اور دیانت کے مسلمہ اصولوں کے مطابق خرچ کی جائے گی۔ تعاون کے لیے اپنی رقوم ٹرسٹ کے درج ذیل اکاؤنٹ میں بھجوائیں۔

اکاؤنٹ نمبر 8-421 مسلم کمرشل بینک۔ رائے ونڈ روڈ، ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور

اکاؤنٹ نمبر یو۔کے

Hazrat Sultan Bahu Trust(UK)
Royal Bank of Scotland
Account No. 11516926
PLC 79/83 Colmore Row,
Birmingham B3 2AP

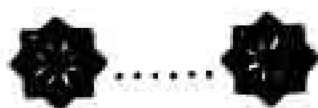
اکاؤنٹ نمبر پاکستان

Hazrat Sultan Bahu Trust (PAK)
Account No. 421-8
Muslim Commercial Bank
Multan Road, Thokar Niaz Baig
Lahore Pakistan

رابطہ اور معلومات کے لیے

Hazrat Sultan Bahu Trust (UK)
17- Ombersley Road
Balsall Heath Birmingham
B-12, 8UT, (UK)
ph: 0121-4404096

Hazrat Sultan Bahu Trust (PAK)
14 Km Multan Road
Thokhar Niaz Baig
Lahore Pakistan
ph: 0092-42-7513481



قرآنِ حکیم

اور

حضور ﷺ کا مقامِ نبوّت

مُصنّف

صاحبزادہ سُلطان فیاضُ الحسن سروری قادری

حضرت سُلطان باھُو ٹرسٹ

احوال و مقاماتِ سلطان العارفینؒ پر ایک منفرد کتاب

فیضانِ باھوؒ

رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف:

صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن سروری قادری

حضرت سلطان باھو ٹرسٹ

رسالہ روحی شریف

فارسی متن مع اُردو ترجمہ

تصنیف لطیف

سلطانُ الفقر، سلطانُ العارفین، برہان الواصلین

حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتشریح

پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی

حضرت سلطان باھو ٹرسٹ

قرآنِ حکیم

اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانیں

مصنف

صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن سروری قادری

حضرت سلطان باھو ٹرسٹ

حضرت سلطان باھُوؒ ٹرسٹ خدمتِ دین اور خدمتِ انسانیت کا ایک عالمگیر مشن ہے۔ یہ بین الاقوامی ادارہ گزشتہ کئی سالوں سے چاردانگِ عالم میں دعوتی و تبلیغی، تعلیمی و تحقیقی اور فلاحی و رفاہی میدانوں میں سرگرم عمل ہے۔ بحمداللہ تعالیٰ اس وقت دنیا بھر میں حضرت سلطان باھُوؒ ٹرسٹ کے زیرِ اہتمام درجنوں تعلیمی و تربیتی اور سماجی بہبود کے ادارے اہلِ اسلام کی خدمت میں مشغول ہیں۔

ملّتِ اسلامیہ کے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا موثر اہتمام اور دینِ متین کی تبلیغ و اشاعت (جو ٹرسٹ ھٰذا کے اوّلین مقاصد میں شامل ہے) کے حصول کے لئے تحقیق و اشاعت کا شعبہ قائم کیا گیا۔

اس اہم شعبہ کے پیشِ نظر اہداف حسبِ ذیل ہیں

- عقائد و اعمال کی اصلاح کے لئے مفید اسلامی لٹریچر کی اشاعت۔
- نسلِ نو کو بنیادی دینی تعلیمات سے آشنا کرنے کے لئے سادہ، آسان فہم اور دلکش کتب کی اشاعت۔
- مفید دینی و اصلاحی کتب سے وسیع تر استفادہ کیلئے ان کے بین الاقوامی زبانوں میں تراجم اور اشاعت۔
- عالمِ اسلام کی عظیم روحانی شخصیت، سلطان العارفین، حضرت سلطان باھُوؒ کے قلمی مسودات کی دریافت و تحقیق اور مختلف زبانوں میں تدوین و اشاعت۔



حضرت سلطان باھُو ٹرسٹ